# حصّۂ نثر

## ۱ داستان تاج الملوک کے پہنچنے کی بکاؤلی کی سرزمین میں

### نہال چند لاہوری

**پیشِ درس**

اُردو میں داستان گوئی کی ابتدا دکن سے ہوئی۔ دکنی میں لکھی گئی ملا وجہی کی 'سب رس' کو اُردو کی پہلی داستان تسلیم کیا گیا ہے۔ داستان میں قصہ در قصہ کہانی آگے بڑھتی ہے۔ عموماً اس کی نثر مقفّٰی ہوتی ہے۔ اس کا ہیرو دیووں، جنوں، پریوں، جنگلی جانوروں، سمندری عفریتوں اور جادوگروں کا مقابلہ کرتے ہوئے کوہ و بیابان کو طے کرتا ہوا اپنی منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے۔

انگریزوں نے اپنے ملازمین کو اُردو سکھانے کے لیے ۱۸۰۰ء میں کلکتے میں فورٹ ولیم کالج قائم کیا۔ وہاں کے پرنسپل ڈاکٹر جان گل کرسٹ نے ملک بھر سے منتخب ادیبوں کا تقرر کیا جو منشی کہلاتے تھے۔ یہ لوگ درس و تدریس کے ساتھ نصابی کتابیں بھی تیار کرتے تھے۔ میر امن، حیدر بخش حیدری، میر بہادر علی حسینی، للو لال، نہال چند لاہوری، مرزا علی لطفؔ، بنی نارائن جہاںؔ وغیرہ فورٹ ولیم کالج کے اہم مصنفوں میں شمار ہوتے ہیں۔ نہال چند لاہوری نے عزّت اللہ بنگالی کی فارسی تصنیف کا اُردو ترجمہ 'مذہبِ عشق' کے نام سے کیا۔ ہندوستانی لوک کتھاؤں میں یہ قصہ گل بکاؤلی کے نام سے بہت مشہور ہے۔ دیا شنکر نسیمؔ نے اسی قصے کو 'گلزارِ نسیم' کے عنوان سے نظم کیا ہے۔ نہال چند نے اپنے ترجمے کو اصل سے بالکل قریب رکھتے ہوئے تکلّفات سے بچنے کی کوشش کی ہے اور ترجمے میں سادگی اختیار کر کے قصے کو نہایت دلچسپ بنا دیا ہے۔ اس کتاب کا سنۂ اشاعت ۱۸۱۳ء ہے۔ اس وقت مترجم کو اس کتاب پر ایک سو پچاس روپے کا انعام ملا تھا۔

'مذہبِ عشق' اُردو کی ابتدائی داستانوں میں نہایت اہم ہے۔ اس میں گل بکاؤلی کا قصہ درج ہے۔ اس کی زبان اگرچہ قدیم ہے لیکن رواں ہے۔ اس میں محاورات اور ضرب الامثال کا استعمال متن کو دلکش بنا دیتا ہے۔ مصنف نے نثر میں تشبیہات اور استعارات کو بھی برتا ہے جن کی وجہ سے زبان میں شیرینی پیدا ہوگئی ہے۔

اس سبق کے محاوروں کو درسی نکتہ بنا کر زبان کی چاشنی سے متعارف کرایا جاسکتا ہے۔ سبق میں بیان کی ہوئی کہانی ہمارے ملک کی دیومالائی اور اساطیری روایات سے تعلق رکھتی ہے۔ داستان میں بالعموم دیووں، جادوگروں، شعبدہ بازوں، جنوں اور پریوں جیسے مافوق الفطرت کرداروں کا ذکر ہوتا ہے۔ اس داستان میں بھی پہاڑی دیو کا ذکر متحیر کر دینے والا ہے۔

**جان پہچان**

نہال چند لاہوری کے اجداد کا تعلق دلّی سے تھا۔ وہ دلّی میں پیدا ہوئے لیکن جان گل کرسٹ نے ان کا وطن بارا سوت بتایا ہے۔ دلّی کی تباہی کے بعد نہال چند لاہور چلے گئے اس لیے لاہوری کہلائے۔ ۱۸۰۲ء میں ایک انگریز افسر کی وساطت سے انھوں نے فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں ملازمت اختیار کی۔ ان کی تاریخِ پیدائش اور وفات کے متعلق وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔

راویِ شیریں زباں یہ داستان یوں بیان کرتا ہے کہ تاج الملوک نے ٹھاٹھ قلندرانہ کیا اور چہرے پر راکھ مَل، پھر خدا کا نام لے کر چل نکلا۔

بعد کئی روز کے ایک ایسی وادیِ پرخار میں کہ جس کی انتہا نہ تھی، تاریکی سے ہرگز دن رات میں فرق معلوم نہ ہوتا تھا، سُپیدی اور سیاہی میں ذرّہ بھی امتیاز نہ کیا جاتا تھا، وہاں جا وارِد ہوا اور اپنے دل کو ڈھارس دے کر کہنے لگا کہ اے عزیز! یہ پہلی ہی بحرِ مصیبت کی لہر ہے۔ تجھ کو تو ابھی دریا کا دریا تیرنا ہے۔ ہمت کی کمر چست باندھ اور سَمَندر کے مانند آپ کو اس آتش کدے میں ڈال۔ دیکھ تو خدا کیا کرتا ہے۔

یہ سوچ کر آخرش اس صحرا میں چل نکلا۔ جو قدم پڑتا تھا، کانٹا گڑتا تھا، ہر گام پر آہ و نالہ کرتا تھا۔ غرض اس جنگلِ خونخوار میں جو جاہلوں کے دل سے تاریک تر تھا، درندوں کا مسکنِ پُرخطر تھا۔ اگر ایک دم وہاں آفتاب آئے تو اپنا نور کھو جائے۔ ہر طرف اژدہے بھوکے پیاسے، منہ کھولے پڑے تھے گویا خالی گھروں کے دروازے۔ مدت تک شہزادہ داہنے بائیں چاروں طرف دوڑتا پھرا۔ جھاڑیوں کی رگڑ سے بدن چھل گیا۔ ہر ایک عضو سے لہو ٹپکنے لگا۔ پھول سے تلوے اس کے، ببول کے کانٹوں سے چھِد گئے۔

شہزادے نے ایسی مصیبت اور محنت اُٹھا کر بارے اُس جنگل کو طے کیا اور لاکھوں سجدے شکرِ الٰہی کے بجا لا کر آگے بڑھا۔

سامنے سے ایک دیو پہاڑ سا بیٹھا نظر آیا۔ وہ سمجھا، یہ پہاڑ ہے۔ جب نزدیک پہنچا دفعتہً اس ظالم نے اپنے قد کو بلند کیا، ہم سرِ فلک ہو گیا اور مارے خوشی کے بادل سا گرج کر بولا کہ تصدق ہو جاؤں میں رزّاق کے اور قربان ہوں اُس خالق کے کہ جس نے ایسا لقمۂ لطیف مجھ دیوِ کثیف کے واسطے گھر بیٹھے بھیجا۔ یہ کہہ کر شہزادے سے مخاطب ہو کر بولا کہ اس ایامِ جوانی میں کس نے تجھے عروسِ اجل کا مشتاق کیا اور حلاوتِ زندگانی کو تجھ پر شاق کیا جو تو شہرِ حیات کو چھوڑ کر پائے خواہش سے ویرانۂ موت میں آیا؟

شہزادہ اس کی ہیبت سے تھرّایا۔ چہرے کا رنگ پتنگ سا اُڑ گیا۔ منہ پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں۔ کہا، ''اے دیو! تو میرا حال کیا پوچھتا ہے کہ زندگی اس دنیائے فانی کی مجھ پر وبال ہوئی ہے۔ اگر مجھے اپنی جان عزیز ہوتی تو میں ہرگز آپ کو موت کے پنجے میں نہ ڈالتا اور تجھ سے خونخوار کے دام میں گرفتار نہ ہوتا۔ مجھ کو اس زندگی کی صعوبت سے چھڑا اور بلا توقف میرا کام تمام کر کہ مجھ پر اس ساعت کی زیست سو برس کی مشقت کے برابر ہے۔''

دیو کو اس کی دردانگیز باتوں پر رحم آیا۔ حضرت سلیمانؑ کی قسم کھائی اور یہ بات زبان پر لایا کہ اے آدم زاد! میں تجھے ہرگز رنجیدہ خاطر نہ کروں گا بلکہ اپنی پناہ میں رکھ کر جس مطلب کے واسطے نکلا ہے، اس میں کوشش اور مدد کروں گا۔

پس ہر روز دیو شہزادے پر شفقت زیادہ کرتا اور بارہا دلاسا دیا کرتا۔ تاج الملوک بھی میٹھی میٹھی باتیں کر کے اس سے شیر و شکر کے مانند مل گیا اور چاپلوسی سے اس کو محبت کے شیشے میں اُتارا۔

القصّہ، ایک روز دیو نے مہربان ہو کر کہا کہ ''تیری غذا کیا ہے، میں لاؤں؟''

تاج الملوک نے عرض کی، ''آدمیوں کی غذا شکر، گھی، میدہ، گوشت وغیرہ یہی چیزیں ہیں۔''

یہ سنتے ہی دیو اُٹھ دوڑا اور ایسے قافلے پر پہنچا کہ جس کے لوگ شکر اور گھی اور میدہ اونٹوں پر لادے ہوئے کہیں لیے جاتے تھے۔ وہ لدے لدائے اونٹ اُٹھا کر شہزادے کے آگے لے آیا۔ کہا، ''اپنی خورش لے اور اس میں سے کچھ کھا۔''

تاج الملوک نے اونٹوں پر سے وہ سب اُتار لیا اور انھیں جنگل میں چھوڑ دیا۔ پھر ہر روز کچّی پکّی روٹی پکا کر کھانے لگا۔

اسی طرح چند روز گزرے۔ ایک دن شہزادے نے کئی من میدہ لے کر اس میں گھی شکر ملا کر بڑی بڑی پتھر کی چٹانوں پر ڈال کے ہاتھ پاؤں سے خوب روند کر گوندھا۔ پھر ادھر ادھر سے سوکھی لکڑیاں جمع کر کے روغنی روٹی سینک سانک کر تیار کی اور ایک اونٹ کے کباب بھی خوب نمکین بھونے۔ دیو نے دیکھ کر پوچھا کہ ''آج تو نے کیوں اتنی تکلیف اٹھائی اور کس واسطے فضولی پر کمر باندھی ہے؟''

تاج الملوک نے کہا، ''یہ سب تمھارے لیے ہے تاکہ تم بھی ایک نوالہ اس میں سے کھا کر آدمیوں کے کھانے کی لذت دریافت

کرو۔‘‘

دیو نے ایکبارگی سب کا سب اُٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔ از بس کہ اس طرح کے کھانے کی اس نے کبھی لذت نہ چکھی تھی، مارے خوشی کے اُچھل اُچھل کر کھاتا تھا اور شاباش کہہ کر تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ’’اے آدم زاد! تو نے مجھے ایسی چیز کھلائی کہ میرے باپ دادا نے بھی کبھی نہ کھائی ہوگی۔ بلکہ آج تک کسی دیو نے ایسے کھانے کی لذت نہ پائی ہوگی۔ اس روٹی کے ٹکڑے کا احسان میں ابد تک مانوں گا اور دل سے تیرا ممنون رہوں گا۔‘‘

شہزادے نے جو اس کی رغبت دیکھی تو ہر روز نئی قسم کی روٹی اور کباب تیار کر کے کھلاتا۔ دیو نہایت خوش ہوتا۔ یہاں تک کہ ایک روز خود بخود کہنے لگا، ’’اے آدم زاد! تو ہر روز اس لقمۂ لذیذ سے مجھے ایسا خُرسند رکھتا ہے کہ اگر میرے بدن پر ہر روئیں کی جگہ زبان پیدا ہو اور ہر زبان سے شکر تیرے احسان کا ادا کروں تو بھی نہ ہو سکے لیکن اب تک ایسا تیرا کوئی کام میرے ہاتھ سے نہیں نکلا۔ اگر کچھ مطلب ہو تو بیان کر۔‘‘

تاج الملوک نے عرض کی، ’’میں نے سنا ہے، دیووں کا مزاج اکثر جھوٹ کی طرف راغب ہوتا ہے اور اپنی بات پر قائم نہیں رہتے۔ اگر تم حضرت سلیمانؑ کی قسم کھاؤ تو میں اپنا راز تم سے ظاہر کروں۔

تب دیو بولا کہ میں اس بزرگ قسم سے ڈرتا ہوں۔ خدا جانے تو کیا کہے۔ اگر وہ مجھ سے نہ ہو سکے تو مرنا پڑے۔

آخرش چار و ناچار قسم کھائی اور پوچھا، ’’کہو کیا مطلب ہے؟‘‘

تاج الملوک نے کہا، ’’ایک مدت سے مجھ کو ملکِ بکاؤلی کی سیر کا سودا ہوتا ہے، اس سرزمین میں پہنچا دے۔ یہی میری آرزو ہے۔‘‘

یہ بات سنتے ہی اس نے ایک دمِ سرد سینے سے کھینچا اور دو ہتڑ اپنے سر پر مار کر بے ہوش ہوگیا۔

بعد ایک ساعت کے ہوش میں جو آیا، ہائے ہائے کرنے لگا اور ماتم زدوں کی صورت بنا کر بولا، ’’اے آدم زاد! حق تعالیٰ نے تیری اجل کا سر رشتہ میرے ہاتھ میں نہ دیا بلکہ میری حیات کی باگ تیرے ہاتھ میں دے دی۔ سن! بکاؤلی پریوں کے بادشاہ کی بیٹی ہے۔ اٹھارہ ہزار دیو بلکہ اس سے بھی زیادہ اُس کے باپ کے غلام ہیں۔ وہ ہر طرف اُس کے ملک کی پاسبانی کرتے ہیں۔ میں تو ایک طرف، وہاں کے خاص چوکی دار جو اُس ملک سے نزدیک ہیں، انھوں نے بھی اُس شہر کی چار دیواری کو نہ دیکھا ہوگا۔ کسی ذی حیات کی کیا طاقت، بلکہ صرصر بھی ان دیووں کی اجازت کے بغیر جو برس روز کی راہ تک نگہبان ہیں، ممکن نہیں کہ پہنچ سکے۔ اور پریاں بے شمار دن رات نگہبانی میں مشغول ہیں کہ کوئی پرندہ اس سرحد میں پر نہ مارے اور زمین کے نیچے چوہوں کا بادشاہ بے انتہا فوج سے، اور سانپ بچھوؤں کا لشکر زمین پر محافظت کے واسطے مقرر ہے تا کوئی سرنگ لگا کر بھی نہ پہنچے۔ بھلا پھر میں تجھے وہاں کیوں کر پہنچاؤں اور جو نہ پہنچا تو یقین ہے کہ بہ سبب اس قسم کے جان سے جاؤں۔ اب تو ایک کام کر کہ آج پھر اسی طرح سے کھانا پکا۔ دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہو اور میری کوشش کے ہاتھوں کیا بن پڑے۔‘‘

## معانی و اشارات

| | | |
|---|---|---|
| چہرے پر راکھ مَلنا | – | جوگی کی صورت بنانا |
| انتہا نہ ہونا | – | حد نہ ہونا |
| سَمَنْدَر | – | ایک خیالی کیڑا جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور وہیں رہتا ہے۔ آگ سے باہر نکلتے ہی مر جاتا ہے |
| آخرش | – | آخرکار، انجام کار |
| ہم سرِفلک | – | آسمان کے برابر، آسمان کا ہم پلّہ |
| تصدّق ہونا | – | قربان ہونا |
| عروسِ اجل | – | موت کی دلہن (مراد موت) |
| حلاوت | – | مٹھاس |
| چہرے کا رنگ اُڑنا | – | خوف یا رنج طاری ہونا |
| منہ پر ہوائیاں چھوٹنا | – | گھبرا جانا، چہرے کا رنگ اُڑ جانا |
| صعوبت | – | مصیبت، پریشانی، مشکل |
| شیر و شکر ہونا | – | گھل مل جانا |
| خورِش | – | کھانا، خوراک |
| خُرسند (خورسند) | – | خوش، مسرور، شادماں |
| سودا ہونا | – | جنون ہونا |
| دمِ سرد کھینچنا | – | ٹھنڈی سانس لینا، صدمہ ہونا |
| دوہتّر مارنا | – | سر پیٹنا، دونوں ہاتھ سے مارنا |
| سررشتہ ہاتھ میں نہ دینا | – | مراد اختیار نہ دینا |
| پرندے کا پَر نہ مارنا | – | کسی کا گزر نہ ہونا |
| برس روز کی راہ | – | ایک سال کی مدت کا راستہ |
| بن پڑنا | – | ممکن ہونا |

## مشقی سرگرمیاں

* شکلی خاکہ مکمل کیجیے۔

زیراضافت کی تراکیب

* ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔

صحرا کی خصوصیات

* ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ تاج الملوک کے سفر کے پہلے پڑاؤ کی منظر کشی کیجیے۔

۲۔ سبق سے دیو کی خودکلامی کا اقتباس نقل کیجیے۔

۳۔ اقتباس کے حوالے سے 'اے عزیز!' کے مخاطِب اور مخاطَب کی وضاحت کیجیے۔

۴۔ خونخوار جنگل کو پار کرنے میں تاج الملوک کی مصیبتوں کو تحریر کیجیے۔

۵۔ دیو اور تاج الملوک کے مکالموں کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۶۔ دیو کے حضرت سلیمانؑ کی قسم نہ کھانے کی وجہ پر روشنی ڈالیے۔

۷۔ دیو کو پہلی مرتبہ پیش کی گئی غذا کی تفصیل لکھیے۔

۸۔ آدمیوں کی غذا کھانے کے بعد دیو کا ردِّعمل بیان کیجیے۔

۹۔ سبق سے محاورے تلاش کرکے معنی کے ساتھ لکھیے۔

۱۰۔ سبق سے قدیم الفاظ اور تراکیب کی فہرست تیار کیجیے۔

* ہدایات کے مطابق قواعدی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

۱۔ شہزادے نے ایسی مصیبت اور محنت اُٹھا کر بارے اُس جنگل کو طے کیا۔
(جملے کے زمانے کو 'ماضی استمراری' میں تبدیل کیجیے)

۲۔ اِس روٹی کے ٹکڑے کا احسان مَیں ابد تک مانوں گا۔
(مفہوم کو تبدیل نہ کرتے ہوئے جملے کو منفی جملہ بنائیے)

۳۔ ''مَیں نے سنا ہے۔''
(جملے کو طورِ مجہول میں لکھیے)

۴۔ ایک مدت سے مجھ کو ملک بکاؤلی کی سیر کا سودا ہے۔
(جملے سے حروفِ جار اور اضافت الگ کر کے لکھیے)

* ذیل کے جملے کی استحسانی خوبی بیان کیجیے۔

"دفعتہً اس ظالم نے اپنے قد کو بلند کیا، ہم سرِ فلک ہو گیا اور مارے خوشی کے بادل سا گرج کر بولا کہ تصدق ہو جاؤں میں رزّاق کے اور قربان ہوں اس خالق کے کہ جس نے ایسا لقمۂ لطیف مجھ دیو کثیف کے واسطے گھر بیٹھے بھیجا۔"

* درج ذیل کے لیے سبق میں استعمال ہوئے استعارے لکھیے۔

| | | |
|---|---|---|
| وادیِ پُرخار ← | ............ | ............ |
| صحرا ← | ............ | ............ |

* سبق کی روشنی میں خاکہ مکمل کیجیے۔

| | | |
|---|---|---|
| | | |
| | آدمیوں کی غذا | |
| | | |

* دیو نے تاج الملوک کو بکاؤلی کے بارے میں جو باتیں بتائیں، نکات کے تحت خالی جگہوں میں مکمل جملے لکھیے۔

| | |
|---|---|
| بکاؤلی ← | ........................................ |
| غلام ← | ........................................ |
| پریاں ← | ........................................ |
| چوہے ← | ........................................ |

* صحرا میں پہنچنے پر تاج الملوک کی اپنے آپ سے گفتگو کا خاکہ مکمل کیجیے۔

| | |
|---|---|
| تاج الملوک کی اپنے آپ سے گفتگو کے مکالمے ← | ............................ |
| ← | ............................ |
| ← | ............................ |
| ← | ............................ |

* ذیل کے جملوں سے متضاد الفاظ تلاش کر کے خاکہ مکمل کیجیے۔

۱۔ ایک ایسی وادیِ پرخار میں کہ جس کی انتہا نہ تھی، تاریکی سے ہرگز دن رات میں فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔

۲۔ سُپیدی اور سیاہی میں ذرّہ بھی امتیاز نہ کیا جاتا تھا، وہاں جا وارد ہوا۔

۳۔ قربان ہوں اس خالق کے کہ جس نے ایسا لقمۂ لطیف مجھ دیو کثیف کے واسطے گھر بیٹھے بھیجا۔

۴۔ دیو شہزادے سے مخاطب ہو کر بولا کہ اس ایامِ جوانی میں کس نے تجھے عروسِ اجل کا مشتاق کیا اور حلاوت زندگانی کو تجھ پر شاق کیا جو تو شہرِ حیات کو چھوڑ کر پائے خواہش سے ویرانۂ موت میں آیا؟

| | | |
|---|---|---|
| | | |
| | متضاد الفاظ | |
| | | |

* اپنی پڑھی ہوئی کوئی ایسی کہانی مختصراً لکھیے جس میں مافوق الفطرت کرداروں کا ذکر ہو۔

* گزشتہ جماعت کی کسی درسی کتاب سے کوئی داستان کا حصہ پڑھ کر اس پر اپنے الفاظ میں تبصرہ کیجیے۔

**نکات :** داستان کا نام، مصنف کا نام و تعارف، داستان کا اپنے الفاظ میں تجزیہ و تبصرہ۔

* مختلف داستانوں اور ان کے مصنفوں کے ناموں کی فہرست بنائیے۔